

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اطاعتِ رسولؐ کے انقلابی اثرات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات
لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکن لہم دینہم
الذی ارتضی لہم ولیدلہم من بعد خوفہم امنایعبدوننی لایشرکون بی شیاً
ومن کفر بعد ذالک فاولئک ہم الفاسقون۔ (سورۃ نور آیت ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں وعدہ کر لیا ہے کہ ان کو البتہ ملک میں اس
طرح حاکم بنادیں گے جس طرح حاکم بنایا پہلے لوگوں کو اور ان کے لئے اس دین کو جو ان کیلئے پسند کر دیا جمادیں گے۔
اور ان کے خوف کے بدلے ان کو (اللہ) امن دے گا (یہ لوگ) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک
نہیں کریں گے۔ اس کے بعد جو لوگ ناشکری کریں گے پس وہی لوگ نافرمان ہونگے۔

توحیدِ خالص کی برکات:

معزز حضرات! اسی آیت کے بیان کے سلسلہ میں گزشتہ جمعرات کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے عرض ہے
کہ اللہ اور اس کے بندے کے درمیان گویا ایک قسم کا معاہدہ وعہد و پیمان ہوا کہ اللہ نے فرمایا اے بندے تو میرا ہوجا
مجھے وحدہ لا شریک دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مان لے۔ اگر کچھ مانگتا ہے مجھ سے مانگ۔ میں مالک الملک
ہوں عزت و ذلت دینا میرے قبضہ قدرت میں ہے۔ روٹی، کپڑا اور مکان کے حصول کے لئے انسانوں کے قدموں اور
چوکھٹ پر پریشانی رگڑنے کی بجائے مجھے رازق و خالق مالک تسلیم کر کے میرے سامنے سر تسلیم کو خم کر دو۔ دنیاوی
مناصب وعہدوں کے لئے در بدر ٹھوکریں کھانے اور ذلت رسوائی برداشت کرنے کی بجائے مجھے مالک الملوک اور
مالک الملک مان لے، میرے علاوہ اور کسی فرد جماعت اور قوم سے اپنی پریشانیوں اور مشکلات کے ازالہ کی توقعات
آرزو و خواہش رکھ کر اپنی عزت نفس دین و ایمان کو قربان کرنے کی جگہ صرف مجھ سے توقعات و خواہشات وابستہ
کر دو۔ میرے ہاں سب کچھ موجود ہے تو میرا ہوجا۔ صرف زبانی کلامی نہیں قلب و جان اور اپنے اعمال و کردار سے
مجھے رب العالمین اور مالک حقیقی سمجھو۔ © rasailojaraid.com دوسائل کے تمہارے

قدموں میں ڈھیر ہی ڈھیر لگ جائیں گے۔

رحمت پروردگار کی وسعتیں:

وہ ذات باری تو مانگنے پر خوش ہوتا ہے تو بے نیاز مت بن نا امید اور مایوسی کو اپنے قریب تک نہ آنے دو۔ اس کی تجلیات تو ہر رات آسمان دنیا پر اتر کر اعلانات کرتی ہے کہ:

انا الرازق من ذی الذی لیسترزقنی۔ میں رزق دینے والا ہوں، کوئی ہے رزق کا طلبگار جو مجھ سے رزق مانگ لے۔

انا الغافر من ذالذی لیستغفرنی۔ میں بخشنے والا ہوں، کوئی ہے جو اپنے گناہوں کے مغفرت کا طلبگار ہو۔ رزق دینے والا میں ہوں، کوئی ہے (جس کے رزق میں کمی ہو) مجھ سے رزق طلب کر لے، یعنی ہر قسم کی جائز مشکل کی شکایت کرنے والا ہے۔ جس کو مشکل سے نجات دے دوں۔ جب سچی طلب نہ ہو تو پھر یہ شکایت کیوں کہ امت اور ہم مصائب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ایسی قوم کا مقدر تو بطور مکافات عمل بے چینی و ظاہری و معنوی ذلت و در ماندگی ہے ہی، سوار ہم اس گاڑی میں ہیں جس کا رخ مثلاً کراچی کی طرف ہے اور طمع و ارادہ یہ ہے کہ پشاور پہنچیں گے۔ ایسا شخص اگر مجنوں نہیں تو پھر مجنوں کا اطلاق کس پر ہوگا۔

یہ کیسی آزادی ہے: دعویٰ تو رب العزت کے مالکیت اور خالق ہونے کا کرتے ہیں جبکہ اپنی مشکلات و مصائب کے ازالہ کی توقع اسلام کے دشمنوں سے کی جا رہی ہے۔ صاحب قاب قوسین اور گنبد خضراء میں آرام فرمانے والے رحمت عالم ﷺ کے امتی اور عاشق ہونے کا زبانی و کلامی اقرار تو بار بار ہوتا ہے جبکہ اپنا ملائی و طحا اور قبلہ و کعبہ اسی رحمۃ للعالمین کے بد بخت دشمنوں کو سمجھا ہوا ہے۔ رگ دریشہ میں اسلام اور مسلم امہ کی قلع قمع کی آرزو رکھنے والے سلاطین و امراء کی محبت رچی بسی ہے ان کے ذکینش اور احکامات کے بغیر ایک قدم لینا بھی ناممکن ہے ان کے منشاء اور حکم کے غلام اور تابع ہو کر بھی دعویٰ اپنے آزادی کا کر رہے ہو یہ کیسی آزادی ہے۔ اس سے تو بدترین غلامی بھی بہتر ہے۔ ملک اپنا، زمین اپنی، وسائل اپنے، مذہب سب سے اعلیٰ و ارفع، پیر و کار ایسے دین کا جو خیر الامم امتی ایسے پیغمبر کا جو سید الانبیاء پھر بھی ذلت و خواری، مغلوبیت و مقہوریت، کافروں و غیروں کے دست نگر، اٹھتے بیٹھتے دست سوال پھیلا کر صبح و شام حبیب کبریا صلعم سے عداوت کرنے والوں کی قصہ خوانی، اس کی وجہ اور سبب ایک اور صرف ایک ہے کہ مسلمان من حیث الامم اللہ سے کئے ہوئے وعدے سے انحراف کرنے کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ جب ہم اللہ و رسول سے کئے ہوئے وعدہ پر ثابت قدم نہ کر دشمن کے سامنے ڈٹ جائیں، حضور کی سیرت طیبہ اور اسلام کے پاکیزہ دستور حیات کو مشعل راہ بنائیں پھر اقتدار بھی مسلمانوں کا عزت و دبدبہ بھی انکا، زمین و آسمان اور کائنات کی تمام اشیاء و اسباب انکے مطیع و مددگار بن جائیں گے

سراج منیر کی آمد: © rasailojaraid.com

جزیرۃ العرب کے وہی جاہل اور ان پڑھ بد و جن کو شراب نوشی، بداخلاقی، سود خوری، قتل و قتل لوٹ کھسوٹ،

عیاری مکاری، سنگدلی، خرمستی اور بے رحمی جیسے گناہوں سے سکون حاصل ہوتا۔ سراج منیر رحمۃ اللعالمین کی امید سے دنیا کی نئی تاریخ اور انسانیت کی از نو تشکیل کا مرحلہ شروع ہوا۔ انہی راہ حق سے بھٹکے ہوئے جاہل لوگوں کو نئی زندگی، نیا ایمان، نیا یقین اور معاشرہ عطا ہوا۔ بڑے بڑے آزمائشوں اور مصیبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کر کے ان کے ایمان میں مزید پختگی اور یقین و اذعان بڑھتا رہا۔ خلاصہ یہ کہ اپنا سب کچھ حضور کے قدموں میں ڈال کر دل سے فیصلہ کر لیا کہ ہمارے تمام اعمال و کردار اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے مرضیات اور احکامات کے تابع ہوں گے۔ بس پھر کیا تھا؟ نفسانیت کا خاتمہ ہوا، دنیاوی تکلیف سے گھبراہٹ رہی نہ فقر و فاقہ انکو صراطِ مستقیم سے ہٹا سکا و حدہ لا شریک کے سچے اور پکے بندے بن کر عدل و انصاف کے علمبردار بن گئے۔ اللہ کے ماسوا کسی اور ظالم و جابر سے ڈرنے کا تصور ہی مٹ گیا۔ ان کے طبائع اور اخلاق میں اس شہیم انقلاب کے صلہ میں مالکِ لم یزل نے بطور اعزاز و اکرام اور ایفاءِ عہد ساری دنیا کو ان کے قدموں میں ڈھیر کر ڈیا حتیٰ کہ میدانِ جنگ میں جب ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا فرشتے بھی ان کی مدد کے لئے پہنچ جاتے۔

تیسرے آسمان کی فوجی امداد

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ قال بینما رجل من المسلمین یومئذ یشتد فی اثر رجل من المشرکین امامہ اذا سمع ضربۃ بالسوط فوقہ وصوت الفارس یقول اقدم حیزوم انظر الہ المشرک امامہ، خر مستلقیاً فنظر الیہ فاذا هو قد حطم انفہ و شق وجهہ کضربۃ السوط فاخضر ذلک اجمع فجاء الانصاری فحدث رسول اللہ ﷺ فقال صدقت ذلک من مدر السماء الثالثہ فقتلوا یومئذ سبعین و اسرو سبعین (رواۃ مسلم)

”جناب ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جس دن (یعنی جنگ بدر میں) ایک مسلمان ایک کافر کے تعاقب میں تھا جو اس کے آگے بھاگ رہا تھا (اور مسلمان اس کے قتل کے لئے اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا) اس مسلمان نے اچانک اس کافر پر پڑتے ہوئے درے یا چابک کی آواز سنی اس کے بعد ایک گھڑسوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ جیزوم اقدام کر۔ اس مسلمان کے آگے دوڑتے ہوئے کافر پر نظر پڑی کہ وہ زمین پر چپٹ پڑا ہوا ہے اور دیکھا کہ اس کافر کی ناک پر نشان پڑا تھا، منہ پھٹا ہوا تھا جو درے کی مارنے کی علامت تھی اور جس جگہ درے کا وار ہوا تھا وہ تمام جگہ سبز سیاہ ہو چکی تھی۔ اور ناک کا وہ حصہ جس پر درے کا وار ہوا تھا وہ بھی نیلا رنگ اختیار کر گیا تھا۔ اس کے بعد وہ مسلمان انصاری حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے سامنے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ آپ صلعم نے قصہ سن کر فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے وہ فرشتہ جس نے اس مشرک کو ہلاک کیا وہ میری امداد کا فرشتہ تھا۔

صحابہ کرام اور تشکر و امتنان:

صحابہ کرام نے صحیح مسلمان کا کردار ادا کرتے ہوئے اپنے مالک رب العالمین کے سامنے سجدہ ریز ہوئے، صرف ظاہری اعضا جیسے ہاتھ پیر پیشانی ناک نہیں بلکہ اپنے روح و تصورات کو بھی اسکے حضور حقیرانہ انداز میں جھکا دیا۔ رات کو عبادت، ذکر، تہجد میں مصروف رہے دن کو مخلوق خدا کی خدمت، اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر مجاہدانہ کردار کی ادائیگی کے لئے میدانِ معرکہ میں سربکف تیار رہتے، تبلیغ و اشاعتِ دین میں مصروف رہنا تو ان کا مزاج بن گیا، ان کا یہی وہ اندازِ شکر اور ادا تھی جو رب العزت اور پیغمبر کی طرف سے مطلوب تھی۔ ارشاد باری ہے لَسْتُ بِشَكْرَتِهِمْ لَازِدٌ لَّكُمْ ”اگر تم میرا شکر نعمت پر ادا کرو گے میں نعمتوں میں اور اضافہ کروں گا“ پر عمل کرتے ہوئے ہر حالت میں رب کے شکر گزار رہے، پھر رب تعالیٰ کے شانِ کریمانہ کا مظاہرہ اور از دیا نعمت کا وعدہ پورا کرتے ہوئے اپنی رحمتوں اور نعمتوں کے دروازے ان پر کھول دیئے۔ زمینی مخلوق تو کیا آسمانی مخلوق فرشتے بھی ان کی امداد کے لئے پہنچ جاتے۔ جنگ بدر میں حضرت جبرئیل بھی اللہ کے حکم سے مسلمانوں کو فتح اور کامیابی سے ہمکنار کرنے اور کفار کو شکست دینے کے لئے بطور معاون پہنچ گئے۔

عن ابن عباس ان النبی صلعم قال یوم بدر ہذا جبرئیل آخذ بر اس فرسیہ علیہ اداة الحرب (رواہ البخاری) ”ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور نے جنگ بدر کے موقع پر فرمایا یہ جبرئیل ہیں جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہیں اور آلاتِ جنگ اٹھائے ہوئے ہیں۔“

اللہ کی نصرت کب ہوگی: ان کا یقین کامل تھا کہ عزت و ذلت کے جملہ اسباب ذاتِ باری کے قبضہ قدرت میں ہیں اس کے علاوہ نہ کوئی ذلیل کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور نہ اس کی مرضی کے بغیر کسی کو اقتدار کے مسند پر بٹھا سکتا ہے۔ جب مسلمانوں نے اللہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کر دکھایا۔ پھر کیا تھا رزق میں بھی اضافہ اقتدار بھی ان کا، عزت اور عظمت بھی ان کی، مقدر، قیصر و کسریٰ بھی ان کے قدموں کے نیچے، سونے اور چاندی کے ڈھیروں اور چمک میں پلنے والے کافر بادشاہوں کی بیویاں، بیٹیاں ان کی گھروں میں کنیزیں اور خدمت گاروں کی حیثیت سے مصروف تھیں، قیصر و کسریٰ کے لاکھوں کروڑوں دراہم سے مزین تاج مسلمانوں کے گلیوں میں کھلونے بن کر ازراہ تحارت مسلمان اور ان کے بچے سروں پر رکھنے کے بجائے قدموں سے روندتے رہے، قربان جائیے اللہ اور اس کے وعدوں سے جو وعدہ فرمایا اسے ایسے انداز میں پورا فرمایا جس کا تصور میں بھی احاطہ کرنا مشکل ہے۔ رضائے مولیٰ کو اپنے زندگی کا مقصد اولین سمجھا تو مسندوں اور دریاؤں پر بھی ان کا حکم چلنے لگا۔

دریائے نیل نے حضرت عمرؓ کا حکم مان لیا۔

اسلام کے شمع کے بروائوں میں ایک مہارکِ ہستی جن کے واقعات و معاللات اور کارنامے آپ حضرات مختلف موضوعات کے دوران سنتے رہتے ہیں، یعنی امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطابؓ جن کے بارے میں ہادی عالم نے

ارشاد فرمایا: ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر (رواہ الترمذی)
ترجمہ: (ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے) جس میں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ حضورؐ سے سنا ہے کہ سورج کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو عمر سے بہتر ہو۔“

ان کے دور خلافت کا مشہور واقعہ ہے کہ اسلام پر عمل پیرا ہونے کی برکت میں جہاں رب ذوالمنن نے ان کے ہاتھوں بڑے بڑے حکمرانوں کو شکست سے دوچار کروا کر سلطنت اسلامی کے حدود و اطراف و اکناف تک پھیل گئے۔ انہی کی خلافت میں مصر بھی فتح ہوا، مشہور صحابی حضرت عمرو بن العاصؓ کو وہاں کا گورنر مقرر کر دیا۔ ایک موقع پر مصریوں نے آ کر عرض کیا کہ زمانہ قدیم سے ہمارے ہاں کا معمول ہے کہ سال میں ایک دفعہ جو ان لڑکی کو اس کے رشتہ داروں و قبیلہ کی مرضی سے بیس قیمت کپڑے و زیورات پہنا کر دریا میں پھینک دیا جاتا ہے اگر یہ عمل ترک کیا جائے تو شہر کے قریب گزرنے والا دریا بے نیل بالکل رک کر اس کا پانی خشک ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے کھیت تو کیا انسان و جانور بھی بھوک و افلاس اور قحط سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے ان کو کہا کہ اس قسم کے لالچ اور فاسد تصور و عقیدہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اس نے اس غیر شرعی فعل سے لوگوں کو منع کر دیا۔ اس دوران حسب سابق جب وہی تاریخ آئی دریا خشک ہو کر پورے علاقہ پر خشک سالی و قحط کا مہیب سایہ پھیلنے لگا، موت و تباہی کے خوف سے یہاں کے رہنے والے یہاں سے نقل مکانی کرنے لگ گئے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ اس صورتحال سے حضرت عمر بن الخطابؓ کو مطلع فرمایا۔ انہیں معلوم ہونے پر انہوں نے عمرو بن العاصؓ کے اس حکم کو آئندہ لڑکی کو دریا کے کنارے نہ ڈالنے کی بے ہودہ رسم بند ہونے کی تائید کر دی۔ اور دریا کے نام خط لکھا۔ دریا کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اے دریا اگر تو اپنی مرضی سے رواں دواں رہتا ہے تو مجھے تم کو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اگر رب العالمین کے حکم اور مرضی سے تو بہتا ہے تو میں اللہ کے نام پر تمہیں حکم دیتا ہوں کہ جاری ہو جا۔ گورنر مصر نے یہ مکتوب دریا بے نیل میں پھینک دیا۔ چٹ کا دریا میں پھینکنا تھا کہ صبح لوگوں نے آ کر دیکھا کہ پانی رواں ہے اور اس کی سطح کی فٹ بلند ہو چکی تھی۔

اسلام اور اسلامی احکامات کی بدولت وہاں کے باسی اس مذموم رواج کی وجہ سے اپنی جوان و حسین بیٹی باہر مجبوری اپنے ہاتھوں ہلاکت کے لئے دریا میں ڈال دیتے، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس اذیت ناک عمل سے محفوظ ہوئے۔ یہ بھی وعدہ ربانی کی ایفاء کی ایسی مثال ہے جس سے اگر آج کے مجبور و مقہور اور مغلوب مسلمان عبرت حاصل کرنا چاہیں تو غالب آنے کے تمام بند دروازے ان پر اللہ کھول سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ آج ہم کیسے ہیں کس مقام پر کھڑے ہیں اور کیوں؟

انشاء اللہ مزید بیان آئندہ جمعہ ہوگا۔ رب العزت ہم اور آپ سب کو حقیقی معنوں میں دین حقہ پر کاربند